روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۱/۷۶ | اتوار ۱۹ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ، ۲۹ تبوک ۱۳۷۰ہش، ۲۹ ستمبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۱۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ کے رستے پر خرچ کر کے اس کا شکریہ ادا کریں

"(اللہ) تو ساری کائنات کا پیدا کرنے والا، ہر چیز کا مالک، وہ ہمیں زندگی عطا کرنے والا، ہمیں سب نعمتیں عطا کرنے والا، ہم اس کا شکریہ کس طرح ادا کریں۔ ایک ہی رستہ ہے کہ اس کے رستے پر خرچ کریں۔ ان بندوں پر احسان کریں جو خدا کے بندے ہوں اور ہمیں خدا اس احسان کا موقع عطا کرے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"درحقیقت یہ ایک بہت ہی ضروری امر ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کسی کو توفیق دے اور وہ اس کو سمجھ لے کہ بار بار آنے کی کس قدر ضرورت ہے۔ اس سے یہی نہ ہوگا کہ وہ اپنے نفس کو فائدہ پہنچائے گا، بلکہ بہتوں کو فائدہ پہنچا سکے گا، کیونکہ جبتک خود ایک معرفت اور بصیرت پیدا نہ ہو وہ دوسروں کو کیا راہ بتائے گا۔"

"ان ساری باتوں پر غور کر کے ایک دانشمند اس نتیجہ پر ضرور پہنچے گا کہ اس بات کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ ان زہروں کے دُور کرنے کے واسطے جو رُوح کو تباہ کرتی ہیں۔ کسی تریاقی صُحبت کی ضرورت ہے۔ جہاں رہ کر انسان مُہلکات کا علم بھی حاصل کرتا ہے اور نجات دینے والی چیزوں کی معرفت بھی حاصل کر لیتا ہے۔ اسی واسطے ایک عرصہ سے میرے دل میں یہ بات ہے اور مَیں سوچتا ہوں کہ اپنی جماعت کا امتحان سوالات کے ذریعہ سے لوں؛ چنانچہ مَیں نے اس تجویز کا کئی بار ذکر بھی کیا ہے؛ اگرچہ ابھی مجھے موقعہ نہیں ملا۔ لیکن یہ بات میرے دل میں ہمیشہ رہتی ہے کہ ایک بار سوالات کے ذریعہ آزما کر دیکھوں کہ جو کچھ ہم پیش کرتے ہیں اس کے متعلق ان کو کہاں تک علم ہے اور انہوں نے ہمارے مقاصد اور اغراض کو کہاں تک سمجھا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۸۰)

اعلان داخلہ

○ پنجاب یونیورسٹی قائداعظم کیمپس لاہور نے مندرجہ ذیل دو سالہ کورسز میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔

۱۔ ایم اے ایلیمنٹری ایجوکیشن۔
۲۔ ایم اے سیکنڈری ایجوکیشن۔
۳۔ ایم اے اسلامک ایجوکیشن۔
۴۔ ایم اے ٹیکنیکل ایجوکیشن۔
۵۔ ایم۔ بی۔ اے ۶۔ ایم ایس ایڈ

درخواستیں ۲۶ ستمبر ۱۹۹۱ء تا ۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء جمع کروائی جا سکتی ہیں۔ مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ جنگ ۲۶ ستمبر ۹۱ء ملاحظہ فرمائیں۔

○ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ نے ایم اے، ایم ایس سی پارٹ ون میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۱ء ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ جنگ ۲۶ ستمبر ۹۱ء ملاحظہ فرمائیں۔

○ بہاؤ الدین ذکریا یونیورسٹی ملتان نے بی فارمیسی چار سالہ کورس میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ درخواستیں جمع کروانے کی آخری تاریخ ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۱ء ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ جنگ مورخہ ۲۶ ستمبر ۹۱ء ملاحظہ فرماویں۔

(نظارت تعلیم)

دعاؤں کی اتنی عادت ڈالو کہ رات اور دن دعائیں کرنا ہی تمہارا شیوہ ہو جائے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت فضل عمرؓ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

"یہ ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک صلحاء اور اتقیاء کا طریق اختیار کرے اور دعاؤں میں لگ جائے اور نہ صرف خود دعاؤں کی عادت ڈالے بلکہ یہ احساس دوسروں کے اندر بھی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ آج وہ لوگ بہت کم ہیں جنہیں دعائیں کرنے کی عادت ہے ضرورت ہے کہ ہماری جماعت کا ہر فرد ایسا ہو جو راتوں کو جاگے اور خدا تعالیٰ کے آگے سجدہ میں گر کر رونے اور سلسلہ کے لئے دعائیں کرے اور دن کے وقت استغفار اور ذکر الٰہی کرے اور یہ عادت اس حد تک اپنے اندر پیدا کرے کہ خدا تعالیٰ کا نور کلام اس پر نازل ہونے لگ جائے۔ دیکھو حضرت "بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ" نے جتنا تغیر دنیا میں پیدا کیا ہے۔ وہ صرف کتابوں کے ذریعہ نہیں کیا بلکہ وہ "تغیر" اس طرح پیدا ہوا ہے کہ آپ نے رات دن اسی کے لئے دعائیں کیں۔ جن کی وجہ سے آپ کے اندر خدا تعالیٰ کا نور پیدا ہو گیا۔ جو شخص اس نور کو دیکھتا تھا اس کے اندر اشاعت "دین حق" کی آگ لگ جاتی تھی اور پھر وہ آگ آگے پھیلتی جاتی تھی۔ پس تم اس بات پر ہی خوش نہ ہو جاؤ کہ تم نے مولوی فاضل پاس کر لیا ہے۔ یا شاہد کا امتحان پاس کر لیا ہے بلکہ دعاؤں کی عادت ڈالو اور اتنی دعائیں کرو کہ رات اور دن تمہارا شیوہ ہی دعائیں کرنا ہو۔ تم اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے چلتے پھرتے دعاؤں میں لگ جاؤ۔ اگر تمہارے کسی ساتھی کی طرف سے کوئی خرابی بھی پیدا ہو گی تو تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی دعائیں اس کا ازالہ کر دیں گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۹ تبوک ۱۳۷۰ ہش — ۲۹ ستمبر ۱۹۹۱ء

خلوصِ دل سے کیا ہُوا کام

کام دل لگا کر بھی کیا جا سکتا ہے اور بے دلی سے بھی۔ اور یہ دونوں طریق ایسے ہیں جو چھپائے نہیں جا سکتے۔ اگرچہ کام کرنے والا چاہے تو بیدلی سے کام کرنے کا انکار کر سکتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کر سکتا ہے اور دوسروں کو بھی۔ اور وہ دھوکہ دے اس لئے سکتا ہے کہ اگرچہ کام تو ظاہر ہوتا ہے لیکن دل مخفی۔ اور اگر وہ بیدلی سے کام کر رہا ہے تو اس کے سوا یقینی طور پر کون جان سکتا ہے۔

لیکن ایک ہستی ایسی بھی ہے جو دل کے اندر جھانک سکتی ہے بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے جھانکنے کی بھی ضرورت نہیں۔ جھانکنا تو ایک کوشش کا نام ہے وہ ہستی تو بغیر جھانکے بھی جانتی ہے کہ دل کے اندر کیا ہے اور دل کام کس طرح کر رہا ہے۔ اور یہی وہ ہستی ہے جسے عام طور پر بھلا دیا جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کام کرنے والا اِدھر اُدھر دیکھتا ہے کہ اسے کوئی دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی دیکھ رہا ہے تو اَور بات ہے اور اگر کوئی دیکھ نہیں رہا تو اور بات ہے۔ اگر کام کرنے والے کو یہ یقین ہو کہ کوئی انسان دیکھے یا نہ دیکھے ایک ہستی تو دیکھتی ہے تو یقیناً کام کرنے کا طریق بدل جائے گا۔ کوئی شخص بیدلی سے کام نہیں کرے گا۔ دل لگا کر کام کرے گا۔

لیکن بات اس سے بھی آگے جاتی ہے۔ دل لگا کر کام کرنا بھی بہت اچھا ہے۔ لیکن صرف دل لگا کر کام کرنے اور خلوصِ دل کے ساتھ کام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس کے لئے کام کیا جا رہا ہو اس کی بہتری اور بہبود کو مدِّنظر رکھا جائے۔ اس سے کام کرنے والے میں زیادہ جان آتی ہے اور جس کے لئے کام کیا جاتا ہے اس کے دل میں بھی محبت کے جذبے پھُوٹ پڑتے ہیں۔ گویا کام بھی ٹھیک ٹھاک ہُوا اور آپس کی محبت بھی بڑھی۔ کتنی اچھی ہے یہ بات۔

ہم نے معاشرہ کی بہتری اور بہبود کی کئی دفعہ بات کی ہے۔ ایک تو بات ہے اہم دوسرے اس بات سے ہر شخص کا تعلق ہے۔ کیونکہ ہر شخص معاشرہ ہی کا ایک فرد ہے۔ اُوپر جو بات کہی گئی ہے وہ معاشرہ کو بہتر بنانے کی بنیادی اینٹ ہے۔ جب ہر شخص خلوص سے کام لے گا تو ہر شخص خوش بھی ہوگا اور محبت بھی بڑھے گی۔ دوسرے الفاظ میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ خلوصِ دل محبت پیدا کرتا ہے۔ اور محبت لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لاتی ہے اور ایک دوسرے کے قریب آنا ہی معاشرہ کو حُسن بھی دیتا ہے اور افادیت بھی۔

اپنے آپ سے جو ڈرتا ہے
اَور کسی کا کب ڈرتا ہے
آپا دھاپی میں مصروف
کون کسی کا دم بھرتا ہے

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آباد ہوئے عشق کی بستی میں مکیں خاص
لائے ہیں وہ ساتھ اپنے زماں خاص زمیں خاص

دہلیز تری سجدہ گہِ عام نہیں ہے
جھکتی ہے جو اس دَر پہ وہ ہوتی ہے جبیں خاص

جس طرح کوئی چاہے کرے چاک گریباں
دیوانگیٔ عشق کے آداب نہیں خاص

ہر تارِ نقاب اس کا بنا جلوہ گہِ عام
اس پر ہے یہ چرچا کہ ہے وہ پردہ نشیں خاص

اب حشر کہو تم اُسے یا عشق کا آغاز
اِک زلزلہ آیا تھا مرے دل کے قریں خاص

کوسو نہ مجھے مَیں نے اگر کھایا ہے اِک تیر
صیّاد تھا وہ خاص، کماں خاص، کمیں خاص

گلشن میں ہے کچھ فکرِ خزاں، برق کا کچھ خوف
ہر شاخ کو لرزہ ہے، کہیں عام، کہیں خاص

مقبول ہوئی دہر میں یُوں سجدے کی یہ رسم
کچھ یار کا در خاص تھا، کچھ میری جبیں خاص

سُنتے ہیں تبسّم کو کسی بُت سے ہُوا عشق
یہ بات اگر سچ ہے، تو ہو گا وہ حسیں خاص

عبدالرشید تبسّم

○

میری بربادی کا مجھ کو کوئی انعام تو دو
پھر سرِ راہ کوئی تلخ سا الزام تو دو

خود سے منسوب جو کرنا تمہیں منظور نہیں
میرے افسانۂ بے نام کو کچھ نام تو دو

میرے اس ضبطِ مسلسل کے صلہ میں مجھ کو
نہ سہی صُلح، مگر صُلح کا پیغام تو دو

محمد صدیق امرتسری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

تلقینِ عمل

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو اپنی تقریر میں دیگر امور کے علاوہ فرماتے ہیں۔

اسی طرح بعض لوگوں کی مزے کی حس اتنی تیز ہوتی ہے کہ حیرت آتی ہے اور یہ حس بھی بہت حد تک بڑھائی جا سکتی ہے۔ کئی لوگ ایسے موجود ہیں جو دوائیاں چکھ کر بتا دیتے ہیں کہ اس میں فلاں فلاں دوائیاں پڑی ہیں۔ قصہ مشہور ہے کہ ایک طبیب کی ایک دوائی کا بہت شہرہ ہو گیا مگر وہ اس دوائی کا نسخہ کسی کو نہیں بتاتا تھا۔ اسی زمانہ میں ایک اور مشہور طبیب تھا جس کے مزے کی حس بہت تیز تھی اور وہ چکھ کر بتا دیتا تھا کہ اس میں فلاں فلاں دوائیاں پڑی ہوئی ہیں مگر اس طبیب کو وہ دوائی ملتی نہیں تھی۔ جو مریض اس طبیب کے پاس آتا اسے وہ اپنے سامنے دوائی کھلا دیتا تھا ساتھ دوائی نہیں دیتا تھا۔ اب خوف سے کہ کہیں یہ دوائی دوسرے طبیب کے پاس نہ پہنچ جائے اور اس کا نسخہ معلوم نہ کر لے۔ اس طبیب نے بڑی کوشش کی کہ کہیں سے دوائی مل جائے۔ مگر نہ ملی آخر وہ مریض اور اندھا بن کر اس طبیب کے پاس گیا اور اپنی شکل میں بھی تبدیلی کر لی۔ سر پہ ایک بڑا سا کپڑا لپیٹ لیا۔ اور اندھا اور مریض بن کر اس کے پاس پہنچا اور اپنے مرض کی علامتیں وہی بتائیں جن پر وہ دوائی استعمال کی جاتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دھوکہ میں آ گیا۔ اور اس نے ایک گولی اسے دے دی۔ اس نے جونہی گولی اپنے منہ میں ڈال لی اور منہ میں ڈالتے ہی دواؤں کے نام گننے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ وہ ننانوے نام گن گیا۔ جب ننانوے نام گن چکا تو اس کا سانس ٹوٹ گیا۔ طبیب کہنے لگا۔ "اللہ کا شکر ہے" کہ تمہیں سویں دوا کا پتہ نہیں لگا۔ اس نسخہ میں سو دوائیاں پڑتی تھیں۔ ننانوے تم نے گن لیں۔ سویں کا تمہیں پتہ نہیں لگ سکا۔ اس لئے اب تم یہ نسخہ مکمل نہیں کر سکو گے۔ تو ایسے بھی لوگ ہیں جن کے چکھنے کی حس بہت تیز ہوتی ہے۔

ولایت میں شراب کے جو کارخانے ہیں ان میں بعض دفعہ پانچ پانچ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پر ایسے لوگ ملازم رکھے جاتے ہیں جو شراب کو چکھ کر یہ بتا دیتے ہیں کہ یہ شراب فلاں سن کی شراب کے مطابق ہے۔ اور فلاں شراب کا ذائقہ فلاں سن کی شراب سے ملتا ہے۔ ہمارے ملک کی شراب تو لسی دودھ اور شربت ہے اور ہمارے ملک میں اس نے کوئی خاص ترقی نہیں کی چاہے سو سال کے پرانے برتن میں ہی لسی کیوں نہ ہو لسے پی جاتے ہیں۔ اور انہیں ذائقے میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ مگر ولایت میں پانچ پانچ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پر ایسے لوگ ملازم رکھے جاتے ہیں جو شرابوں کو چکھتے رہتے ہیں اور چکھ کر بتا دیتے ہیں کہ اس شراب کا مزہ فلاں سن کی شراب سے ملتا ہے۔ اور اس شراب کا مزا فلاں سن کی شراب سے ملتا ہے۔ بلکہ پانچ پانچ ہزار روپیہ تنخواہ کا بھی میں نے کم حساب لگایا ہے۔ میں نے پانچ پانچ ہزار پونڈ سالانہ ان کی تنخواہ پڑھی ہے اور اس لحاظ سے انہیں پانچ ہزار روپیہ سے زیادہ ماہوار ملتا ہے۔ ان کا کام یہی ہوتا ہے کہ سارا دن بیٹھے ہوئے شرابیں چکھتے رہتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں کہ اس کا انگور فلاں سن کے انگور سے مشابہ ہے اور یہ شراب فلاں سن کی شراب کے مطابق ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک شراب تو پانچ روپے بوتل کے حساب سے فروخت ہوتی ہے اور ایک ویسی ہی شراب صرف ذائقہ کے تغیر کی وجہ سے دو سو روپے بوتل کے حساب سے فروخت ہوتی ہے۔ غرض چکھنے کی حس کو ترقی دے کر ایسے ایسے کام لئے جاتے ہیں کہ حیرت آتی ہے۔ اسی طرح کانوں کی حس ہے اس کو بڑھا کر بھی حیرت انگیز کام لئے جا سکتے ہیں۔ امریکہ کے ریڈ انڈینز نے اس میں اتنی ترقی کی ہے کہ وہ زمین پر کان لگا کر یہ بتا دیتے ہیں کہ اتنے سوار مثلاً دو چار میل کے فاصلے پر سے آ رہے ہیں۔ اس کا راز یہ ہے کہ گھوڑوں کے چلنے کی وجہ سے زمین میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ یہ حرکت دوسرے کو معلوم بھی نہیں ہوتی۔ مگر انہوں نے کانوں کی حس بڑھا کر اتنی مشق کی ہوئی ہوتی ہے کہ وہ فوراً زمین پر کان لگا کر اس حرکت کو معلوم کر لیتے ہیں۔ اور میلوں میل سے سواروں کے آنے کی آواز سن لیتے ہیں۔ زیادہ سوار ہوں تو پانچ پانچ میل سے آواز سن لیتے ہیں۔ ایک دو ہوں تو نسبتاً کم فاصلے سے اور اگر کوئی پیدل آ رہا ہو تو بھی پچاس سو گز کے فاصلے سے ہی اس کے آنے کی آہٹ معلوم کر لیتے ہیں۔

اسی طرح وہ انسانی قدموں کی آواز سے یہ پہچان لیتے ہیں کہ یہ کسی یوروپین کے قدم ہیں یا دیسی کے۔ اسی طرح وہ بُو سونگھ کر بتا دیا کرتے ہیں کہ ہماری طرف کوئی آدمی آ رہے ہیں۔ چنانچہ ریڈ انڈینز پر حملہ کرتے وقت ہمیشہ یہ ہدایت دی جاتی تھی کہ کبھی اس طرف سے حملہ کے لئے نہ جاؤ جس طرف سے ہوا آ رہی ہو کیونکہ وہ بو سونگھ کر سمجھ جایا کرتے ہیں کہ ادھر سے اجنبی لوگ آ رہے ہیں۔ جانوروں میں بھی یہ حس بڑی تیز ہوتی ہے۔ شکاری ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ ادھر سے شکار کے لئے نہ جاؤ کیونکہ ہوا اسی طرف جا رہی ہے اور جانور ہوا سے انسان کی بُو سونگھ کر سمجھ جاتا ہے کہ میرے شکار کے لئے کوئی شخص آ رہا ہے اور بو سونگھتے ہی اڑ جاتا ہے۔ ہم نے خود تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ ہوا کی طرف سے شکار کرنے کے لئے جاؤ تو جانور پہلے ہی اڑ جاتا ہے کیونکہ اسے انسان کی خوشبو آ جاتی ہے تو مختلف کام کرنے میں انسان کی حسیں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ اسی طرح نظر کی حس بڑی اہم چیز ہے اور انسان اس حس سے کام لے کر بڑے بڑے اہم نتائج نکال لیتا ہے۔ مشہور قصہ ہے جو بچپن میں ہم اپنی کتابوں میں پڑھا کرتے تھے کہ کوئی شخص کہیں سے گذرا اور اس نے کہا کہ یہاں سے کوئی اونٹ گذرا ہے جس پر فلاں فلاں چیز لدی ہوئی تھی اور اس کی ایک آنکھ کانی تھی اور دانتوں میں نقص تھا۔ لوگ بڑے حیران ہوئے کہ اسے کس طرح پتہ لگ گیا۔ آخر اس نے بتایا کہ میں نے مختلف جگہوں پر گیہوں کے دانے پڑے ہوئے دیکھے تھے۔ جس سے میں یہ سمجھا کہ اونٹ پر گیہوں لدا ہوا تھا۔ اسی طرح تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مجھے تیل کا ایک ایک قطرہ گرا ہوا دکھائی دیا۔ جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اونٹ پر تیل بھی تھا۔ اس کے بعد میں نے اونٹ کے کانے ہونے کا نتیجہ اس طرح نکالا کہ میں نے دیکھا راستے میں صرف ایک طرف کی جھاڑیوں اور درختوں کے پتے کھائے ہوئے تھے دوسری طرف کی جھاڑیوں اور درختوں کے پتے سلامت ہیں۔ میں نے سمجھا کہ اونٹ ضرور کانا ہوگا۔ تبھی اس نے ایک طرف کے پتوں کو تو کھایا مگر دوسری طرف کے پتوں کو چھوڑ دیا۔ اور اس کے دانت کا نقص میں نے اس طرح معلوم کیا کہ ایک پتے کو میں نے غور سے دیکھا تو اس پر ایک دانت کا نشان نہیں ملتا تھا۔ اس سے میں نے سمجھ لیا کہ اونٹ کے دانتوں میں نقص تھا۔

اب بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں مگر انہی چھوٹی چھوٹی باتوں سے اس نے بڑے بڑے نتائج نکال لئے۔ تو یہ مشقیں نہایت ہی اہم ہیں۔ اسی طرح ذائقے کی مشق ہے لمس کی مشق ہے۔ ان تمام مشقوں سے بڑے بڑے کام لئے جا سکتے ہیں۔

اے مرے آشنائے رازِ خدا
اے مرے دل کے چارہ سازِ خدا
اے کہ تجھ پر ہے زندگی کا مدار
روح تیرے کرم سے ہے بیدار
ہے تجلّی تری ہر اک شے میں
تیری آواز ہے ہر اک نے میں
کوہ و صحرا ظہور ہے تیرا
گل و گلشن میں نور ہے تیرا
رنگِ شام و سحر ہے تیرا رنگ
فلسفی جس کو دیکھ کر ہے دنگ
مہر و مہ سے ہے تیرا حسن عیاں
تیری آئینہ دار کاہکشاں
دل کی آنکھوں میں ہے ضیاء تیری
عشرتِ روح ہے رضاء تیری
تُو جو خوش ہے تو خوش ہیں کون و مکاں
ناخوشی تیری، موت کا ساماں
سُننے والے مری دعا سُن لے
مختصر سی اک التجا سُن لے
تجھ پہ ظاہر ہے میری ہر اک بات
تیرے آگے ہیں میرے دن اور رات
ہے مری جلوتوں کی تجھ کو خبر
ہے مری خلوتوں پہ تیری نظر
تجھ سے مَیں کچھ چھپا نہیں سکتا
آنکھ تجھ سے بچا نہیں سکتا
کیا کہوں مَیں کہ تجھ کو ہے معلوم
نیکیوں سے ہے میرا دل محروم
ہیں نگاہیں مری گناہ نواز
میری ہر سانس معصیت کا ساز
جس طرف بھی اٹھاؤں اپنی نظر
دیکھتا ہوں گنہ کو جلوہ گر
ہے کچھ ایسی ہی کیفیت طاری
میری ہر بات ہے گنہگاری
اے مری زندگی کے راہنما
اے مرے رحم کرنے والے خدا
قلب کو میرے باصفا کر دے
ہر گنہ سے مجھے رہا کر دے

نسیم سیفی

۱۹۴۰ء

اس سے قبل الفضل میں بغیر نام کے ۱۹۵۰ء میں شائع ہوئی۔

"تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو"

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

سنہ ۱۹۲۵ء کے قریب نائیجیریا میں مسلمانوں کی تعلیمی تنظیمیں وجود میں آئیں۔ ان میں سے ایک تنظیم بنی تو اس کی مجلس عاملہ میں ایک کم عمر نوجوان کو بھی ممبر بنا لیا گیا لیکن ابھی چند دن ہی گذرے تھے کہ اس نوجوان ممبر کو کم سنی کی وجہ سے اس تنظیم کی مجلس عاملہ سے خارج کر دیا گیا۔ اس شخص کا نام تھا زبیر۔ زبیر نے سوچا کہ اگر اس تنظیم میں مجھے مجلس عاملہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا تو میرا اس تنظیم میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں اس نے اپنی ایک الگ تنظیم قائم کر لی اور اس کی مجلس عاملہ میں شامل بھی ہو گیا اور کچھ دیر کے بعد اس کا صدر بھی بن گیا۔ یہ تنظیم جو اس نوجوان نے قائم کی تھی اس کا نام تھا انصار الدین سوسائٹی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس تنظیم نے سکول کھولنے شروع کر دیئے اور اپنے علاقے کی سب سے بڑی تعلیمی سوسائٹی بن گئی۔ تصویر زیر نظر میں اس سوسائٹی کا ایک جلسہ ہو رہا ہے جو غالباً تقسیم انعامات کے سلسلے میں منعقد کیا جا رہا ہے اور اس تقریب کے مہمان خصوصی لیگوس کے چیف ایجوکیشن آفیسر مسٹر فلیمنگ تھے۔ مسٹر فلیمنگ سٹیج پر بیٹھے ہیں اور ان کے ساتھ ہی ان کے ایک آفیسر اور فلیمنگ کی مسز ہیں اور خاکسار سٹیج پر ایک مائیک ہاتھ میں لے کر تقریب کے سلسلے میں تقریر کر رہا ہے۔ مسٹر فلیمنگ سے کافی عرصہ واسطہ رہا اور وہ یوں کہ سنہ ۱۹۲۱ء، ۱۹۲۲ء میں تو احمدیہ جماعت نے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ کی تجویز اور ان کی مشاورت پر ایک سکول کھولا تھا اور بعد میں کئی اور سکول کھل گئے تھے۔ لیکن جس وقت کی اب بات ہو رہی ہے احمدیہ جماعت کا کوئی سکول نہیں تھا۔ حضرت مولانا حکیم فضل الرحمن صاحب نے ارادہ کیا کہ ایک سکول کھولا جائے اور اس کے لئے ایک نوجوان کو جو کسی پریس میں کمپوزنگ کا کام کرتا تھا سکول میں کام کرنے کے لئے تربیت کی خاطر ٹریننگ کالج بھیج دیا۔ حضرت حکیم صاحب تو کسی سکول کے کھلنے سے قبل واپس پاکستان تشریف لے آئے لیکن ان کی واپسی کے بعد خاکسار نے جلد ہی ایک سکول کھول دیا۔ اس وقت مسٹر فلیمنگ ہی ایجوکیشن آفیسر تھے۔ مجھے یاد ہے کہ پہلے سکول کا نام صرف احمدیہ سکول رکھا گیا اور پھر میں نے مسٹر فلیمنگ کو لکھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس سکول کا نام فضلِ عمر احمدیہ سکول رکھوں۔ چنانچہ ان کا خط ملا کہ ہمیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ جو نام چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ پہلے نام کی بجائے اب جو نام آپ دیں گے وہ رجسٹر کر لیا جائے گا۔ چنانچہ بعد میں بھی دیکھا گیا کہ انہوں نے ہم سے ہر قسم کا تعاون کیا۔ کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کی تنظیموں نے ٹیچرز ٹریننگ کالج قائم کرنے کا ارادہ کیا تو چونکہ وہاں سے ایسا کوئی شخص ملنا ممکن نہیں تھا جو اس ٹریننگ کالج کی سربراہی کے فرائض سرانجام دے سکے اس لئے اس تنظیم نے جو یہ سکول کھولنا چاہتی تھی مجھ سے کہا کہ آپ پاکستان کے کوئی ٹرینڈ ٹیچر منگوا دیں۔ میں نے وکالت تبشیر ربوہ سے درخواست کی اور اس درخواست کے نتیجہ میں مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب بھٹی کو نائیجیریا روانہ کیا گیا۔ جب مکرم بھٹی صاحب نائیجیریا پہنچے تو یہ ٹریننگ کالج ابھی اپنی ابتدائی حالت میں تھا۔ محکمہ تعلیم کی پہلی معائنہ ٹیم نے جو اکثر عیسائیوں پر مشتمل تھی اپنی رپورٹ میں لکھا کہ پرنسپل صاحب دین ہی دین ہیں۔ اور تو پتہ نہیں کچھ ہیں یا نہیں۔ چنانچہ اس کے پیش نظر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ پرنسپل کو بدل دیا جائے۔ اس وقت تک مسٹر فلیمنگ رخصت پر جا چکے تھے اور ان کی جگہ ان کے اسسٹنٹ چیف ایجوکیشن آفیسر کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ اس شخص کا نام غالباً وڈ تھا اور یہ لکڑی ہی کی طرح سخت دل معلوم ہوتے تھے۔ کونسل نے میری معیت میں مسٹر وڈ سے کئی بار ملاقات کی لیکن ہر دفعہ ان کا یہی تقاضا رہا کہ پرنسپل کے بدلے بغیر اس ٹریننگ کالج کا چلنا مشکل ہے۔ میں نے انہیں تجویز پیش کی کہ پرنسپل تو واپس نہیں جا سکتا۔ آپ اس کے لئے کوئی مدد دیں یا نہ دیں۔ آپ اس میں دلچسپی لیں یا نہ لیں یہ ٹریننگ کالج اب قائم ہو چکا ہے اور جاری رہے گا۔ البتہ آپ یہ کر سکتے ہیں کہ ہمارے پرنسپل کی موجودگی میں اپنی مرضی کا کوئی وائس پرنسپل لگا دیں جو عام طور انتظامی امور سرانجام دے اگرچہ ہوگا سب کچھ ہمارے پرنسپل کی سربراہی میں اور ان کی مرضی اور منظوری کے ساتھ۔ چنانچہ یہ تجویز مان لی گئی اور انہوں نے کیمرون سے ایک عیسائی ٹیچر کو اس کالج کا وائس پرنسپل بنا دیا۔

مکرم بھٹی صاحب نہایت محنتی اور اپنے فرائض کو خوش دلی کے ساتھ انجام دینے والے تھے۔ چنانچہ آپ نے نہ صرف اس سکول کو تعلیمی طور پر بہت آگے بڑھایا بلکہ ایک خوبصورت اور خاصی بڑی عمارت بھی اس کے لئے بنوا دی۔ اس عمارت کو دیکھ کر لوگ رشک کرتے تھے کہ ان کے ٹیچرز ٹریننگ کالج کی عمارت اتنی خوبصورت بن گئی ہے جب اس عمارت کا افتتاح ہوا تو وزیر تعلیم تشریف لائے۔ اسی موقعہ پر فلپائن کے سفیر سے ملنے کا موقعہ ملا اور چونکہ مرکز سے اطلاع ملی تھی کہ فلپائن کے سفیر سے مل کر وہاں جماعت کے متعلق بات کی جائے میں نے ان سے بات کی تو وہ نہایت ہمدردی کے ساتھ کہنے لگے کہ میں اپنی حکومت سے بات کروں گا اور آپ کی درخواست یا شکایت جو کچھ بھی ہے اپنی حکومت کو پیش کر دوں گا یہ وزیر تعلیم جو ہمارے ساتھ کافی ہمدردی رکھتے تھے جب بھی مجھے ملتے اور اکثر ان سے ملاقات رہتی تھی مجھے YOUR EXCELLENCY کہہ کر پکارتے اور میں ازراہِ مزاح انہیں کہتا کہ اگر آپ مجھے YOUR EXCELLENCY کہیں گے تو میں آپ کو YOUR MAJESTY کے الفاظ سے بلانا پسند کروں گا اور اس دو طرفہ مزاح سے ایک نہایت خوشگوار فضا پیدا ہو جاتی تھی۔ مسٹر فلیمنگ سے ایک بات یہ بھی سیکھی کہ جس عمارت میں پہلے ٹیچرز ٹریننگ کالج کھولا گیا تھا۔ اس کی دیواروں میں کچھ دراڑیں پڑ رہی تھیں۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ دراڑیں بڑھتی چلی جا رہی ہیں یا اپنی جگہ پر ٹھہری ہوئی ہیں مسٹر فلیمنگ نے مجھ سے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ کاغذ کا ایک لمبا سٹرپ اس پر لگا دیں۔ اگر دراڑ بڑھے گی تو یا تو یہ کاغذ ایک طرف کو کھسک جائے گا یا پھٹ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور کافی دیر تک ملاحظہ کرنے کے بعد بھی پتہ چلا کہ دراڑیں بڑھ نہیں رہیں بلکہ جتنی شروع میں تھیں اتنی ہی موجود ہیں۔

اس وقت چونکہ نائیجیریا میں ٹریننگ کالج بہت کم تھے اس لئے محکمہ تعلیم نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ ہر سکول میں اپنی طرف سے ایک ٹرینڈ ٹیچر کو چند دنوں کے لئے بھیجتے تھے جو یہ بھی دیکھتا تھا کہ اساتذہ کس طرح تعلیم دے رہے ہیں اور اپنا نصف وقت اس سکول میں اس طرح بھی استعمال کرتا تھا کہ گویا وہ ایک ٹیچر ٹریننگ سکول ہے اور وہ پڑھا کر دکھا رہا ہے۔ گویا کہ ایسے اساتذہ جنہوں نے ٹریننگ نہیں حاصل کی ہوتی تھی ان کے لئے ان سروس ٹریننگ کا انتظام ہو جاتا تھا۔ چنانچہ مسٹر فلیمنگ نے اس طرح ایک شخص کو ہمارے سکول کے لئے بھی مقرر کر دیا کہ وہ اساتذہ جو ابھی تک ٹریننگ حاصل نہیں کر سکے ان کی کلاس روم میں رہنمائی کی جا سکے۔ ویسے بھی وہاں ٹریننگ کو اس قسم کی اہمیت حاصل ہے کہ میں نے جب کچھ سٹاف اپنے سکول کے لئے لیا تو ایک ٹرینڈ ٹیچر سے پوچھا آپ کونسی کلاس لینی چاہیں گے۔ میرا خیال تھا وہ بڑی کلاسوں میں سے کسی کلاس کا نام لے گا۔ لیکن اس شخص نے کہا کہ میں تو پہلی جماعت کو تعلیم دینا چاہوں گا۔ میں بڑا حیران ہوا کہ پہلی جماعت کو تعلیم دینے کیلئے ہمارے ہاں تو عام طور پر ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے صرف ٹریننگ حاصل نہیں کی ہوتی بلکہ ان کی تعلیم بھی کچھ زیادہ نہیں ہوتی۔ لیکن وہ استاد مجھ سے کہنے لگے کہ دراصل بات یہ ہے کہ پہلی جماعت تعلیم کی بنیاد ہے اگر بنیاد ٹھیک نہ ہو تو یقیناً آگے کی عمارت بھی ٹھیک نہیں ہو سکتی اس لئے میری خواہش تو یہی ہے کہ مجھے پہلی جماعت دی جائے تاکہ میں بچوں کی ایسی تربیت کروں کہ وہ آگے چل کر اس سے فائدہ اٹھائیں

لیگوس کے علاوہ احمدیہ جماعت نے الارو جو تقریباً پچاس میل کے فاصلے پر ایک شہر ہے میں بھی ایک سکول کھولا۔ وہاں سکول کی درخواست دینے کے بعد مجھے اکثر وہاں پر جانا پڑتا تھا۔ اور اس علاقے کے افسران محکمہ تعلیم کے ساتھ میٹنگ میں شامل ہونا پڑتا تھا۔ وہاں مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ اگر عیسائیوں کا داؤ چلے تو وہ ہمیں ایک بھی سکول کھولنے نہ دیں کیونکہ اس سکول کے لئے خاصی تگ و دو کرنی پڑی اور عیسائیوں سے خاصا مقابلہ رہا۔ لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سکول کھل گیا اور اس کے بعد جب حکومت نے تعلیم کو عام کر دیا بلکہ ایک لحاظ سے لازمی کر دیا تو انہوں نے خود مختلف علاقوں میں سکولوں کے لئے رقوم دے کر سکولوں کی عمارتیں بنوائیں اور اور سکول کھلوائے۔ اس طرح ہمیں آٹھ سکول مزید مل گئے۔ گویا کہ لیگوس اور الارو کے سکولوں کے علاوہ جو ہم نے خود کھولے تھے حکومت کی طرف سے ہمیں آٹھ دیگر مقامات پر سکول مل گئے۔ حضرت امام جماعت الثانی (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) اس بات سے تو خدا کے فضل سے خوش تھے کہ ہمیں سکول کھولنے کی طرف توجہ پیدا ہو گئی ہے اور ہم نے سکول کھول بھی لئے ہیں لیکن حضور کا ارشاد تھا کہ سیکنڈری سکول کھولے جائیں۔ سیکنڈری سکولوں کے کھولنے کے لئے اس وقت بڑی تگ و دو کی گئی لیکن ایک تو محکمہ تعلیم کی طرف سے ہر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دفعہ یہ جواب ملا کہ اگر آپ کے پاس چالیس ہزار پونڈ بنک میں جمع ہیں تو آپ کی درخواست پر غور کیا جا سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ آپ صرف ایسے علاقے میں سکول کھولیں جہاں آپ کی اپنی جماعت کے اتنے افراد ہوں کہ ان کے بچے آپ کے سکول میں داخل ہو کر سکول چل سکتا ہو۔ یہ دونوں باتیں اس وقت ممکن نہ تھیں۔ چالیس ہزار پونڈ اس وقت ایک بہت بڑی رقم تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روڑا عیسائیوں کی طرف سے اٹکایا گیا تھا۔ اور جہاں تک یہ بات سامنے آتی تھی کہ صرف ایسی جگہوں پر سکول کھولے جائیں جہاں ہماری جماعت کے اتنے افراد موجود ہوں جن سے ان کے بچوں سے سکول چلایا جا سکے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ بعض دیگر سوسائٹیوں کی طرف سے یہ شرط پیش کی گئی ہو۔ بہرحال اس وقت ہم سیکنڈری سکول نہ کھول سکے اور اسی کے بعد شمالی علاقے میں کانو میں ہمارا سیکنڈری سکول کھلا اور اس کے بعد شمالی علاقے ہی میں ہمارے اور سیکنڈری سکول بھی کھل گئے۔ جب سیکنڈری سکول حکومت نے نیشنلائز کئے تو سکول کے مالکان کو معاوضہ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن حضرت امام جماعت الثالث اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر رحمت نازل فرماتا رہے نے فرمایا کہ ہم کوئی معاوضہ لینے کے لئے تیار نہیں کیونکہ ہم نے جو کچھ اپنے سکولوں پر خرچ کیا ہے وہ دراصل افریقیوں کے لئے خرچ کیا گیا ہے اور اب بھی چونکہ یہ سکول افریقیوں ہی کے کام آئیں گے۔ اس لئے ہم اپنی خرچ کی ہوئی رقم یا اس کے بدلے میں کوئی معاوضہ لینے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ یہ عجیب بات ہے اور اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل کہ سارے نائیجیریا میں صرف ہماری جماعت نے بغیر معاوضہ کے سکول حکومت کی تحویل میں دیئے۔ باقی تمام انجمنوں نے اور تنظیموں نے اپنے اپنے سکولوں کے معاوضے لئے۔

انہی دنوں ویسٹ افریقن سکولز کے لئے سلیبس تیار ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس کے ایک حصے کے لئے جو میٹنگ شمالی علاقے میں ہوئی اس میں خاکسار بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا جس کے ذمے سلیبس بنانا تفویض کیا گیا تھا۔ ان میٹنگز کے دوران وہاں کی ایک بہت بڑی شخصیت الحاج احمد بیلو سرڈاؤنا آف سکوٹو سے ملاقات ہوئی۔ وہ یوں سمجھ لیجئے کہ شمالی علاقہ کے بے تاج بادشاہ تھے۔ کانو میں ایک سکول تھا "سکول فار عریبک سٹڈیز"۔ جنوب اور شمال کی آپس میں چپقلش کے سلسلے میں اس سکول میں کسی ایسے شخص کو داخل نہیں کیا جاتا تھا۔ جس کا تعلق جنوب سے ہو۔ میرا ہیڈ کوارٹر چونکہ لیگوس (جنوب) میں تھا۔ میں سرڈاؤنا آف سکوٹو سے ملا اور ان سے یہ درخواست کی کہ آپ کے سکول سے ہم لوگ بھی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں چنانچہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے ایک طالب علم کو اس سکول میں داخل کروا دیں۔ سرڈاؤنا آف سکوٹو نے نہایت محبت اور ہمدردی کے ساتھ اس بات کی اجازت دے دی چنانچہ میں نے واپس آتے ہی اپنے ایک طالب علم کو اس سکول میں داخل کروا دیا۔ سکول کا معائنہ کرتے ہوئے مجھے ایک عجیب بات جو بڑی دلچسپ اور خوشکن تھی یہ نظر آئی کہ وہاں کے وائس پرنسپل جو انگریز تھے (مسٹر ہیکٹ ان کا نام تھا) وہ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں نے مجھے ایک کلاس روم میں لے جا کر دکھایا کہ بلیک بورڈ پر ہمارے ہفتہ وار اخبار ٹروتھ کا ایک پیراگراف لکھا ہوا ہے اور طلباء سے کہا گیا ہے کہ اس کا عربی زبان میں ترجمہ کریں۔ یہ بات میرے لئے نہایت خوشکن تھی۔

ٹیچر ٹریننگ کالج کا پہلے ذکر کیا گیا ہے اس کی پروپرائٹر شپ محکمہ تعلیم کے کاغذات میں میرے نام ہے اور کافی عرصہ تک میں اس کے بورڈ آف گورنرز کا چیرمین بھی رہا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ محکمہ تعلیم میں ہماری خاصی پذیرائی تھی بلکہ احمدیہ جماعت کی کوششوں سے یہ بھی فیصلہ ہوا کہ دینیات کے جو پرچے مرتب کئے جاتے ہیں ان میں کم از کم دو سوال احمدیت کے متعلق ہونے چاہئیں۔ مجھے جب بھی اپنے وقت کے نائیجیریا کے سکولوں کی تعلیم کا خیال آتا ہے مسٹر فلیمنگ ضرور یاد آتے ہیں کیونکہ یہ ہمارے ساتھ نہایت ہمدردی کا سلوک کرتے تھے اور بڑی عزت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ میری ان سے اکثر ملاقاتیں رہتی تھیں اور جب بھی میں ان کے دفتر میں ملا انہوں نے نہایت اعزاز کے ساتھ ملاقات کا موقعہ دیا۔ میری پاکستان واپسی سے پہلے آپ واپس انگلستان جا چکے تھے اور آپ کے نائب نے آپ کی جگہ لے لی تھی جن کے متعلق پہلے میں نے کہا تو یہ ہے کہ وہ کچھ سخت مزاج معلوم ہوتے تھے لیکن تجربے نے بتایا کہ ان کی سخت مزاجی محض ڈسپلن کی وجہ سے تھی ورنہ وہ بھی نہایت ہمدرد تھے اور انہوں نے بھی ہر قسم کا تعاون پیش کیا۔

جو سکول لیگوس میں ۱۹۴۹ء میں کھولا گیا تھا۔ اس کے لئے اس وقت کوئی عمارت موجود نہ تھی اس لئے اس کی کلاسیں بیت الاحمد لیگوس میں ہی لگتی تھیں۔ کلاسیں بھی صرف چھ تھیں اور تعداد بھی کچھ زیادہ نہ تھی۔ لیکن

جب ۱۹۷۶ء میں سیرالیون جاتے ہوئے۔ میں نائیجیریا میں کچھ روز کے لئے ٹھہرا اور اپنا یہ سکول بھی دیکھنے گیا۔ اس وقت یہ سکول ایک الگ عمارت میں تھا اور اس کے ہیڈ ماسٹر مسٹر اے۔ ڈبلیو۔ آئینہ نے بتایا کہ اس کی ایک جماعت کے سترہ سیکشن ہیں آپ اندازہ کر لیجئے کہ ایک سیکشن میں ۴۵ لڑکے اور ایک جماعت کے سترہ سیکشن گویا کہ خاصی بڑی تعداد ہو چکی تھی۔ مسٹر اے ڈبلیو۔ آئینہ جب معلم کے طور پر سکول کے سٹاف میں شامل ہوئے تھے تو خاصے کم عمر تھے لیکن جماعتی کاموں میں بہت پیش پیش تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس طرح نوازا کہ وہ آخرکار اس سکول کے جو خاصا بڑا ہو چکا تھا۔ ہیڈ ماسٹر بن گئے مجھے اس بات سے انتہائی خوشی ہوئی کیونکہ ان کی ابتدائی تربیت کا کام میرے ہی وقت میں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسٹر آئینہ کی طرح اور کئی نوجوانوں کو بھی بہت نوازا اور ۱۹۷۶ء میں ان سب سے مل کر دل باغ باغ ہو گیا۔ احمدیہ سیکنڈری سکول کانو کے پرنسپل مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب تھے۔ جب میں پہلی دفعہ سیرالیون سے واپس آ رہا تھا تو انہوں نے اپنے سکول کے سائنس بلاک کا مجھ سے سنگ بنیاد رکھوایا کہ میری عزت افزائی کی میں ان کا ممنون ہوں۔ وہ ایک دفعہ سیرالیون بھی تشریف لے گئے تھے اور احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن نے آپ کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا تھا جس میں خاکسار نے بھی شرکت کی۔

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات

پی۔ ایل۔ او پر اعتماد

فلسطینی طلباء کی جنرل یونین کی پاکستانی شاخ نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اس کے اراکین کو پی۔ ایل او۔ پر پورا اعتماد ہے اور فلسطینیوں کی یہی ایک نمائندہ تنظیم ہے۔ جیسے حقیقی طور پر قانونی حیثیت حاصل ہے یونین نے مزید کہا ہے کہ اگر پی۔ ایل او کے بغیر مشرق وسطیٰ میں مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کا انجام افراتفری کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔ شباہ اور شتیلا کیمپوں میں قتل عام کی نویں برسی کے موقعہ پر اس تنظیم نے کہا ہے کہ مشرق وسطیٰ کے امن کے لئے آئندہ اکتوبر میں جو کانفرنس بلائی جا رہی ہے وہ امریکہ اور سوویت یونین کی طرف سے ایک ڈرامہ کھیل جانے کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ یہ دونوں ملک فلسطینیوں کے قومی حقوق کو نظرانداز کر رہے ہیں اور یہ وہ قومی حقوق ہیں جو اقوام متحدہ کی قراردادوں میں معین کئے گئے تھے اور جو عالمی قانون کے مطابق ہیں یونین نے کہا کہ ہم آج کے دن عہد کرتے ہیں کہ ان لوگوں کا خون کبھی معاف نہیں کیا جائے گا جنہوں نے شباہ اور شتیلا میں اپنی جانیں دیں۔ ان جرائم کے مرتکب لوگوں کو ضرور کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ جہاں تک فلسطین کی آزادی کی مساعی کا تعلق ہے یہ جاری رہیں گی اور انہیں ایک مقدس فریضے کے طور پر کبھی ختم نہیں ہونے دیا جائے گا۔ بلکہ ان کو تیز سے تیز تر کر کے تاریخی مظاہرے جو انتفادہ نے کئے ہیں ان کے ذریعے مغربی کنارہ اور غازہ پٹی کو واپس لیا جائے گا۔

اس تنظیم کی پاکستانی برانچ نے اس بات کا فیصلہ کیا اور اسے دہرایا کہ پی۔ ایل۔ او کی اخلاقی اور مادی مدد سے کبھی ہاتھ اٹھایا نہیں جائے گا عربوں اور دیگر مسلمانوں کو اس بات کی اپیل کی گئی کہ وہ پی۔ ایل۔ او کی تنظیم کی ہر رنگ میں مدد کریں اور ان کے لئے قیام امن کی کوششیں کرتے ہوئے فلسطینی ریاست کا قیام عمل میں لائیں۔ تنظیم نے کہا ہے کہ جب تک ہمارا مطمع نظر حاصل نہیں ہو جاتا اس وقت تک ہم اپنی کوششوں کو جاری رکھیں گے۔ مطمع نظر کے متعلق انہوں نے کہا کہ آزاد فلسطین اور یروشلم اس کا دارالخلافہ یہ دونوں باتیں ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپیدا تیز قدم اٹھاؤ کہ شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیاں کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو" (کشتی نوح)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنل مظفر اقبال تارڑ

پاکستان میں عارضۂ قلب

تاریخ کے مختلف ادوار میں بڑے پیمانے پر رُونما ہونے والی امراض کی نوعیت انسان کے ماحول، طرزِ زندگی، اقتصادی اور معاشرتی حالات کے مطابق بدلتی رہی ہے۔ کسی زمانے میں طاعون چیچک اور ہیضہ جیسی وبائی اور چھوت کی بیماریاں قہر بن کر مختلف خطوں میں پھیل جایا کرتی تھیں۔ آخر انسان نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ فراست اور علم سے ان پر قابو پالیا۔ طاعون اور چیچک اب کرۂ ارض سے معدوم ہوچکی ہیں۔ خوراک میں خاص اجزاء کی کمی کی وجہ سے سمندری جہازراں قوموں میں SCURVY اور سفید چاول کھانے والی آبادی میں DERIBERI وسیع پیمانے پر رُونما ہوتی تھیں۔ یہ امراض اب بھی قصۂ ماضی ہیں۔ آج کل AIDS جیسی چھوت چھوت کی بیماری انسانی معاشرے پر وبال بن کر منڈلا رہی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو صراطِ مستقیم پر لائیں گے تو اخلاقیں جو اس بیماری کے پھیلنے کا باعث بنتی ہیں درست کی جائیں گی۔ اصلاحِ معاشرہ ہوگی اور یہ بیماری بھی اشرف المخلوقات کے قابو میں آجائے گی۔

انسان ہمیشہ سے ماحول، طرزِ زندگی اور بیماری کی تکون کے قانون کے تابع رہا ہے۔ اسی راز سے زمانۂ قدیم کا انسان واقف تھا اور اسی اصول پر مسلمانوں کا عقیدہ بھی ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے چند دن بعد ہی آپؐ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہؓ نے آپؐ کو جنابہ حلیمہ سعدیہ کے حوالے کردیا کہ وہ آپؐ کو مکہ کے کثیف شہری ماحول سے نکال کر صحرا کی صاف فضا، سادہ اور فطرت کے قریب ماحول میں لے گئیں اور اپنی زندگی کے ابتدائی چھ سال حضورؐ نے صحرا میں گزارے۔ اس تاریخی حیثیت سے ثابت ہے کہ انسانی صحت اور نشوونما پر ماحول اور طرزِ زندگی کے اثر و تعلق کے اصول کا ۱۴۰۰ سال پہلے کا عرب معاشرہ واضح تصوّر رکھتا تھا۔

تیسری دنیا (THIRD WORLD) یا ترقی پذیر ملکوں میں جن میں پاکستان بھی بالائی سطح پر شامل ہے۔ اقتصادی اور معاشرتی تبدیلیاں بہت تیزی سے رُونما ہو رہی ہیں۔ دیہات سے شہروں کی طرف نقلِ مکانی کا رُجحان متواتر بڑھ رہا ہے۔ پسینہ بہانے والے کاموں میں کمی آرہی ہے۔ کھیت سے لے کر مِل تک محنت کو آسان بنایا جارہا ہے۔ نت نئی متعارف ہونے والی ذاتی گھریلو، دفتری اور اجتماعی استعمال کی سہولتوں میں اضافہ ہورہا ہے۔ یہ اقتصادی لحاظ سے بہت صحت مند تبدیلی ہے۔ لیکن قوم کی اجتماعی صحت پر اس کے بڑے گہرے منفی اثرات مرتب ہوں گے جو قومی معیشت اور نتیجتہً قومی ترقی پر بھی اثر انداز ہوں گے۔

حملۂ قلب کی حتمی تشخیص پہلی مرتبہ ۱۹۱۲ء میں کی گئی اور عالمی ادارۂ صحت کے مطابق اب یہ انسانی تاریخ کی سب سے بدترین وبا ہے جو اس زمانے میں ہمیں درپیش ہے۔ امریکہ میں دل کی بیماریوں کے باعث واقع ہونے والی اموات کی شرح ۱۹۳۹ء میں ۲۶۷ فی لاکھ تھی جو بڑھ کر ۱۹۶۳ء میں ۲۹۰ فی لاکھ ہوگئی اور اب یہ شرح ۱۳۹۸ افراد فی لاکھ ہے۔ پاکستان میں یہ بیماری آج سے ۲۵، ۳۰ سال پہلے خال خال تھی لیکن اب یہ عام ہے۔ اب تک یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ بیماری صرف صنعتی اعتبار سے ترقی یافتہ ممالک کا حصہ ہے۔

لیکن عالمی ادارۂ صحت کے مطابق تیسری دنیا میں بھی یہ اب موت کی تیسری بڑی وجہ ہے۔ ایک کہنہ مشق پاکستانی ماہر امراضِ قلب کے مطابق ہمارے ملک کے بڑے شہروں میں بھی اس کی وہی کثرت ہے جو مغربی ممالک میں ہے اس کی وجوہات خارجی ہیں اور ہمارے طرزِ بودوباش اور اندازِ فکر میں مضمر ہیں۔ یہ ان لوگوں کا مرض ہے جو اپنا روایتی طرزِ زندگی ترک کر کے مصنوعی طریقۂ زندگی اپنا رہے ہیں۔ بظاہر یہ تہذیب کا تحفہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقتاً یہ تہذیب کی نفی ہے۔ کیونکہ جب انسان سادہ طرزِ زندگی چھوڑتا ہے تو علاقہ (CORONARY) کارونری میں داخل ہوتا ہے وہ

۱۔ بکثرت چربی استعمال کرتا ہے۔

۲۔ کوئی ورزش نہیں کرتا۔

۳۔ غم غلط کرنے کے لئے بکثرت تمباکو نوشی میں مبتلا رہتا ہے۔

۴۔ ہر وقت اس موقع کی تلاش میں رہتا ہے کہ ہاتھ پاؤں نہ ہلانا پڑے اور آنے جانے کے لئے کوئی سواری مل جائے۔

۵۔ سردیوں میں سخت مصنوعی گرمی اور گرمیوں میں سخت مصنوعی سردی میں رہتا ہے۔ اس طرح حرارت کے غیر معمولی نشیب و فراز ہوتے رہتے ہیں۔

۶۔ زندگی ایک دائمی کوفت ہے۔ جب تفریح بھی کرتا ہے تو ایسے کھیل کھیلتا ہے جن میں مسابقت اور جیتنے کا عنصر شامل ہو۔

۷۔ ٹی وی پر بھی وہ جذبات سے پُر تماشے دیکھتا ہے جن میں اس کا دماغ تو حصہ لیتا ہے لیکن جسم نہیں۔ دماغ میں ہیجان ہوتا ہے، عضلات میں خابیدگی۔

ایسے شخص کا اپنے اوپر انحصار کم اور مشینوں پر زیادہ ہے۔ اگر یہ صورتِ حال اسی طرح رہی تو وہ دن دُور نہیں جب اکثر لوگ اپنی زندگی کے بہترین زمانہ میں داغِ مفارقت دے جایا کریں گے۔ یہ خوشحال لیکن بے چین معاشرے کا مرض ہے۔

صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ زندگی میں خوشحالی آتی ہے۔ لیکن سخت مسابقت بھی آتی ہے۔ ہر آدمی ایک دوڑ میں شریک ہے اور زندگی کا وطیرہ سخت جارحانہ بے ہنگم اور تباہ کن ہوگیا ہے۔ جس میں حسد ہے، غصہ ہے، بُغض ہے، عداوت ہے جھنجھلاہٹ ہے، طالع آزمائی ہے ناکامی کا خوف ہے، احساسِ تنہائی ہے۔ افلاس کا خطرہ ہے اور ہر موڑ پر خندق دکھائی دیتی ہے اور اس کے ساتھ ہر قیمت پر آگے بڑھنے کا عزم ہے۔

اس کے نتیجے میں جو پیچ و تاب اندرونی طور پر ہو رہا ہے اس کو بالجبر ضبط کیا جارہا ہے۔

ضبطِ غم بے سبب نہیں جبھی
خلش دل بڑھا رہا ہوں میں
حرکت و کسرت کم سے کم ہوگئی ہے
زندگی نشستند، خوردند و گفتند

ہوکر رہ گئی ہے۔ اندر ہی اندر جو اُبال اور جوش ہے اس کے لئے کوئی جائے مفر نہیں اور صورتِ حال کچھ اس طرح ہے کہ ایک طرف تو پوری قوت سے مہمیز لگا دی اور دوسری طرف باگ پوری طرح کھینچ لی۔ یہی صورتحال آجکل ہم سب کی ہے۔ ایک طرف سخت غصہ ہے اور دوسری طرف ضبط بھی سخت ہے۔

قہرِ درویش برجانِ درویش

یہی صورتِ حال ہے جو صنعتی ترقی کے ساتھ مغربی ممالک میں آئی تھی اور وہاں اپنی ہلاکت سامانیوں کی وجہ سے تہلکہ مچا رکھا تھا۔ اور اب اسی انداز سے مشرق میں بھی آرہی ہے۔ اگر ہم نے صورتِ حال بدلنے کی کوشش نہ کی تو سخت مصیبتوں کا سامنا ہو گا۔

اس مرض کی بنیاد سالہا سال پہلے پڑ چکی ہوتی ہے لیکن علامات اور آثار بعد میں ظاہر ہوتے ہیں کارونری رگوں میں صلابت اور سختی کا نتیجہ یہ نہیں کہ فوراً ہی دل کا درد (CORONARY ANGINA) ہو بلکہ رگوں میں بیماری ہونے کے باوجود انجائنا سالہا سال نہیں ہوتا۔ جن لوگوں کو انجائنا ہوتا ہے اگر یہ بڑھ جائے تو حملۂ قلب ہوسکتا ہے لیکن یہ بھی ضروری نہیں کیونکہ حملۂ قلب بغیر انجائنا کے بھی ہوتا ہے اور بعض دفعہ انجائنا ساری عمر رہتا ہے اور حملۂ قلب نہیں ہوتا۔

اس مرض کی زد عموماً اس وقت پڑتی ہے کہ اس میں مرنے اور مبتلا ہونے والے عالمِ شباب اور عروج پر ہوتے ہیں۔ یہ مرنے والے اکثر اوقات اپنے اہلِ خاندان کے لیئے واحد سہارا ہوتے ہیں اور زندگی میں جب موقع اور مقام آتا ہے کہ اپنے بیوی بچوں کو آبرو مندی اور آسودگی کے ساتھ جینے کا موقعہ دیں اور زندگی بھر کی آرزوؤں اور امنگوں کو مکمل کریں تو بچھڑ جاتے ہیں۔

یہ ایک الم ناک اور عبرت خیز منظر ہوتا ہے کہ ضعیف ماں باپ کی موجودگی میں جوان بیٹے اس بیماری کا شکار ہو کر موت سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

ے گلۂ خوبیٔ تقدیر رہا جاتا ہے
نوجواں جاتے ہیں اور پیر رہا جاتا ہے۔

ایسے ہزاروں مریضوں کے پوسٹ مارٹم کے بعد دلوں کا معائنہ کرنے سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ان میں اکثر اس قدر اچھی حالت میں تھے کہ ان کو ابھی مرنا نہیں چاہیئے تھا۔ ایسے افراد کی موت صرف ذرا سے حصۂ قلب کے داغ دار ہونے کی وجہ سے ہوگئی تھی اور داغ لگ جانے کے باوجود اگر صحیح دیکھ بھال اور تگ و دو کی جاتی تو اُن کو بچایا جاسکتا تھا۔ اسی لیئے ضرورت اس بات کی ہے کہ قلب کے متعلق مفصل معلومات ہر شخص کو حاصل ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس صورتِ حال کا اقتصادی پہلو یہ ہے کہ اگر کثیر حصۂ آبادی جو اپنی قوتِ کارکردگی صلاحیتوں اور مہارت کی بناء پر فعال ہے اور قوم و ملک کے لیئے اہم بھی۔ اگر اچانک منظر سے ہٹ جائے تو کس قدر تباہ حالی کا باعث ہوگا۔

اس بیماری میں مسلسل اضافہ سے خوف و فکر کی فضا طاری ہے۔ ہر شخص متفکر ہے کہ اگلا وار اس پر تو نہیں پڑے گا۔ اور پھر لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ کیا کریں۔

ع ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہیں

الٹا سیدھی ناکافی معلومات لوگوں تک پہنچ رہی ہیں۔ اس دہشت اور پریشانی میں کمی ہونے کی بجائے اور بے اطمینانی بڑھی ہے۔ صحیح معلومات کا فقدان ہے لاعلمی سے زیادہ غلط فہمی ہے۔ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حملۂ قلب تقدیرِ موسوم ہے۔ جس سے چھٹکارا نہیں۔ اسے امید و آرزو میں ہیں کہ کس طرح یہ بلا ٹل جائے۔

ع آرزوؤں سے ٹلا کرتی ہیں تقدیریں کہیں

کارونری مرض کے مدارج بالترتیب تھکن انجائنا، حملہ قلب اور موت ہیں اگر ڈاکٹر کے مشورہ پر صحیح علاج کروالیا جائے اور مناسب تدابیر اختیار کی جائیں تو پہلے دو مراحل میں بیماری پر بہتر قابو پایا جاسکتا ہے۔

حملۂ قلب کے بعد مریض کا انحصار ادویات پر بڑھ جاتا ہے۔ معائنہ، دوا اور متفرق اخراجات کافی مہنگا نسخہ ہیں۔ آپریشن کی صورت میں بیرونِ ملک اوسطاً خرچ ۳، ۴ لاکھ روپے اور پاکستان میں ۷۰، ۸۰ ہزار روپے ہے۔ اس سے ظاہر کہ ایک طرف فعال اور قیمتی افراد کے بیمار ہونے کی صورت میں ان کی مجموعی کارکردگی میں ٹھہراؤ اور کمی آجاتی ہے اور دوسری طرف بیماری پر اٹھنے والا خرچ خاندان اور معیشت پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے دل کے ہسپتال قائم کرنا اور چلانا، جنرل ہسپتال کی نسبت کہیں مہنگا ہے۔ جس رفتار سے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس رفتار سے ان خصوصی ہسپتالوں کی سہولت سب لوگوں کو مہیا کرنا اقتصادی لحاظ سے بہت مشکل۔

ملکی ترقی کے اس مرحلے پر جب کہ تمام آبادی کے لیئے بنیادی علاج معالجہ کی سہولتوں کا اہتمام پورا نہیں ہوا۔ بڑی تعداد میں ان خصوصی علاج کے ہسپتالوں کا قیام خارج از امکان ہے۔

اس لیئے ضرورت اس بات کی ہے کہ کارونری بیماری قلب کی روک تھام کیلئے قومی سطح پر مؤثر اقدامات اٹھائے جائیں۔ لوگوں کو صحیح علم اور معلومات پہنچائی جائیں۔ اس سے نہ صرف بیماری میں کمی واقع ہوگی بلکہ مجموعی قومی پیداوار اور کارکردگی میں اضافہ ہوگا کیونکہ لوگ زیادہ فعال اور متحرک زندگی گزارنے کی طرف راغب ہوں گے۔ غذا میں سادگی اور اعتدال آجائے گا۔ انفرادی خاندانی اور ملکی سطح پر اس کے استعمال کی مقدار میں کمی ہوگی اور نسبتاً سادہ اور سستی خوراک استعمال کرنے کا رجحان بڑھے گا۔ اس سے بھی قابل قدر قومی بچت ہوگی۔ یوں بچنے والی خوراک معاشرے کے نسبتاً محروم طبقات کو نسبتاً کم قیمت پر میسّر آسکے گی۔ بیماری اور علاج پر اٹھنے والا خرچ بچے گا اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کسی خصوصی لوازمات اور اہتمام کی ضرورت بھی نہیں۔ ضرورت ہے تو صرف بات سنانے کی اور پیغام پہنچانے کی، مؤثر انداز میں اور بھرپور انداز میں۔

آئیے سب مل کر اس مہم میں پورے عزم، حوصلے اور خلوص سے شامل ہو جائیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پناہ کو مؤثر اور فعال بنائیں۔ سادہ طرزِ زندگی۔ سادہ غذا، اللہ پر بھروسہ اس معاشرے اور قوم کے لئے معمول بنا دیں۔

انداز بیاں گرچہ میرا شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

(پاکستان نیشنل ہارٹ ایسوسی ایشن کے شکریہ کے ساتھ)

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۱۴۷ میں شاہدہ پروین زوجہ ڈاکٹر محمد ادریس قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲/۵ دارالرحمت غربی ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۸-۱۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیورات وزنی ۷ تولہ مالیتی -/۲۸،۰۰۰ روپے (۲) حق مہر بیس ہزار روپے بذمہ خاوند۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ شاہدہ پروین ۲/۵ دارالرحمت غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ چوہدری محمد لطیف وصیت نمبر ۱۶۰۸۴۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ڈاکٹر محمد ادریس خاوند موصیہ وصیت نمبر ۲۳۶۹۵

مسل نمبر ۲۸۱۴۸ میں محمد شفیع ولد محمد دین صاحب قوم بھٹہ پیشہ بے کاری عمر ۷۵ سال بیعت ۱۹۴۳ء ساکن ۳۱/۱۹ دارالعلوم غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۴-۲۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زمین تین مرلہ مالیتی -/۶۰۰۰ روپے۔ (۲) نقد -/۲۰۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ پانچ صد روپے ماہوار بصورت پسران خود مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد شفیع ۳۱/۱۹ دارالعلوم غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ غلام نبی شاہد مربی سلسلہ صدر محلہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ وسیم احمد ولد طاہر احمد صاحب طالب علم جامعہ

مسل نمبر ۲۸۱۴۹ میں آمنہ بی بی صاحبہ زوجہ محمد شفیع صاحب قوم بھٹہ پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۳۴ء ساکن ۳۱/۱۹ دارالعلوم غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۶-۱۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زیور سوا تولہ مالیتی -/۳۵۰۰ روپے۔ (۲) حق مہر -/۵۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ -/۶۰۰ روپے سالانہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ آمنہ بی بی ۳۱/۱۹ دارالعلوم غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱ وسیم احمد مسل نمبر ۲۷۹۹۹۔ گواہ شد نمبر ۲۔ روشن دین احمد وصیت نمبر ۵۰۵۱۔

مسل نمبر ۲۸۱۵۰ میں ثانیہ شاہدہ صاحبہ بنت نصیر احمد ناصر قوم کھوکھر پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۶/۵ دارالعلوم وسطی ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۷-۱۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضل عمر ہسپتال میں اسامیاں

فضل عمر ہسپتال میں مندرجہ ذیل آسامیاں خالی ہیں۔ خواہشمند حضرات اپنی درخواستیں امیر صاحب مقامی یا صدر صاحب محلہ کی سفارش کے ساتھ ۵ ، اکتوبر ۱۹۹۱ء تک دفتر فضل عمر ہسپتال پہنچا دیں۔ انٹرویو ۷ ، اکتوبر ۱۹۹۱ء کو ایک بجے ہوگا۔

نمبر شمار	نام آسامی	گریڈ معہ الاؤنس	تعداد آسامی
۱	لیبارٹری ٹیکنیشن	۲۲۳۰-۵۵-۱۱۳۰	۱
۲	پلمبر	۱۴۹۰/-۴۰-۱۰۱۰/-۳۰-۷۷۰ ۱۸۹۰-۵۰	۱

درخواست کے ہمراہ اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی بھی بھجوائیں۔

(ایڈ منسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ۔ ربوہ)

بقیہ صٰ سے آگے

وقت مجھے مبلغ -/۵۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ قانتہ شاہدہ ۱۶/۲۵ دار العلوم وسطی ربوہ گواہ شد نمبر ۱۔ عبد اللطیف خان صدر محلہ دار العلوم وسطی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ نصیر احمد ناصر والد موصیہ۔

مسل نمبر ۲۸۱۵۱ میں حمیدہ بیگم زوجہ چوہدری سردار احمد صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار العلوم شرقی ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۸-ایس وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر بذمہ خاوند محترم -/۱۰۰۰ روپے۔ (۲) زیور طلائی ۵ تولہ مالیتی -/۵۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ از پسر خود مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ حمیدہ بیگم زوجہ چوہدری سردار

ص

احمد صاحب دار العلوم شرقی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمود احمد عارف چچا موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ٹھیکیدار مختار احمد صاحب برادر موصیہ۔

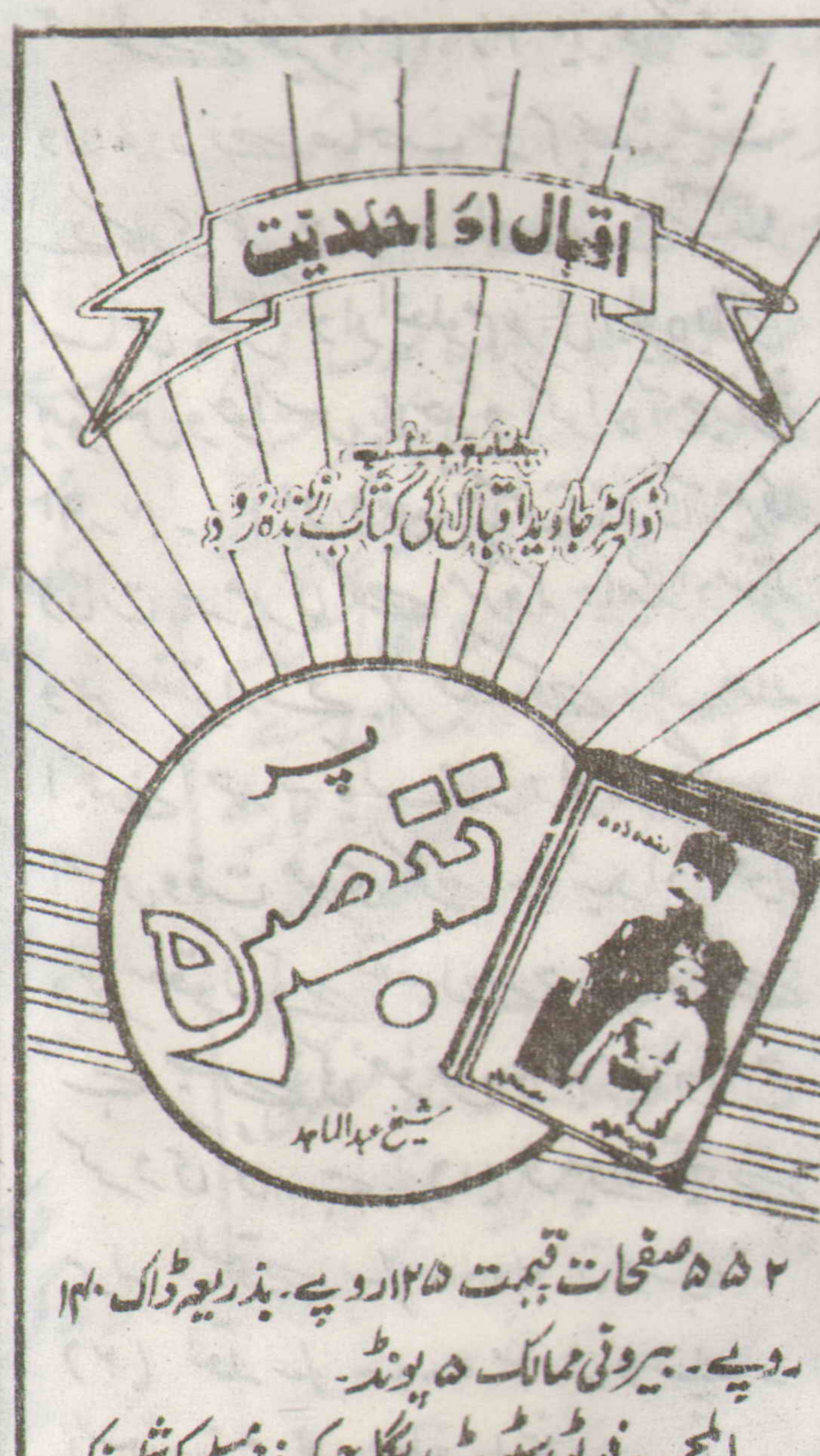

۵۵۲ صفحات قیمت ۱۲۵ روپے۔ بذریعہ ڈاک ۱۴۰ روپے۔ بیرونی ممالک ۵ پونڈ۔

المحمود فوٹو سٹیٹ ریگل چوک نزد مسلم کمرشل بنک شاہراہ قائد اعظم ۔ لاہور۔

ملکی خبریں

○ سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ اگر چوٹی کی سیاسی قیادت اور حکومت میں مفاہمت نہ ہوئی تو مارشل لاء لگ جائے گا۔ انہوں نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۷۷ء میں فوج کے اقتدار پر قبضہ سے صرف ایک ہفتہ پہلے مسلح افواج کے سربراہوں نے بیان دیا تھا کہ ہم حکومت کے وفادار ہیں اور پھر چند دنوں کے بعد مارشل لاء لگ گیا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت اور امریکہ کا قریب آنا خطرے کی علامت ہے اس کے نتیجے میں بھارت کسی بھی وقت پاکستان پر حملہ کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں سیاست میں حصہ نہیں لوں گا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے امریکہ سے جاری کردہ ایک پیغام میں کہا ہے کہ موجودہ حکومت کو جانا پڑے گا۔ یہ وقت کا فیصلہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پی ڈی اے کی طرف سے جاری کردہ وائٹ پیپر پر شور اس بات کا ثبوت ہے کہ سچ کتنا کڑوا ہوتا ہے۔

○ وزیر اعظم اسلامی سربراہی کانفرنس میں کشمیر کا مسئلہ اٹھائیں گے یہ کانفرنس نومبر میں سینیگال میں ہوگی۔

○ وزیر اطلاعات مسٹر عبد الستار لالیکا نے کہا ہے کہ بلدیاتی انتخابات ریفرنڈم ہوں گے اس لئے اگر پی ڈی اے میں ہمت ہے تو بائیکاٹ کر کے نہ بھاگے۔

○ بادشاہی مسجد کے امام مولانا عبد القادر آزاد پر لیڈی ڈیانا کو غیر ستر حالت میں قرآن مجید پیش کر کے اسلامی شعار کی خلاف ورزی پر لاہور کے ایک وکیل نے استغاثہ دائر کر دیا ہے۔ وکیل کا کہنا ہے کہ اس طرح سے اسلام کا مذاق اڑایا گیا ہے کیونکہ خود مولانا آزاد یہ فتویٰ دے چکے ہیں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کو عورت ہونے کی وجہ سے ووٹ دینے والوں کے نکاح ٹوٹ گئے ہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق نے اقوام متحدہ کے ان ماہرین کو رہا کر دیا ہے جو ایٹمی تنصیبات کا معائنہ کرنے اور پتہ لگانے کے لئے عراق آئے تھے۔ اس بارے میں عراق نے سلامتی کونسل کی شرائط تسلیم کر لی ہیں۔

○ سوویت یونین کی ریاستیں آپس میں اہم باتوں پر متفق ہو گئی ہیں۔

○ یوگوسلاویہ کی ریاست کروشیا کا کہنا ہے کہ سربیا اور وفاقی حکومت کی فوج سے لڑائی کے بعد اب تک وفاقی فوج کے بارہ ہزار افراد یا تو کروشیا کی فوج میں شامل ہو گئے ہیں اور یا انہیں قیدی بنا لیا گیا ہے۔

○ یوگوسلاویہ میں جنگ بندی کے باوجود کروشیا اور وفاقی فوجوں میں جھڑپیں جاری ہیں۔ کروشیا کی ملیشیا اور وفاقی فوجوں میں شدید جنگ کی خبریں بھی ملی ہیں۔ وفاقی فوج نے کروشیا کے ایک قصبے پر شدید بمباری کی اور ایک ہسپتال کو نشانہ بنایا کروشیا کے عوام جنگ کے باعث شدید خوف و ہراس کی کیفیت میں ہیں۔

○ صدر بش امریکی عوام سے اپنے خطاب کے دوران امریکہ کے ایٹمی منصوبوں کے بارے میں اہم اور تاریخی اعلان کریں گے جس کے عالمی امن پر گہرے اثرات مرتب ہونے کی توقع ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں جہاد حریت میں مصروف تمام گروپوں نے بھارتی وزیر داخلہ مسٹر ایس بی چاون کی وہ پیشکش مسترد کر دی ہے جس میں انہوں نے حریت پسندوں سے غیر مشروط بات چیت کی پیشکش کی تھی۔ تنظیموں نے کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے مسئلے کا پر امن سیاسی حل ہونا چاہیئے مگر اس کے لئے بھارت کو پہلے قدم کے طور پر کشمیریوں کے حق خود اختیاری کو تسلیم کرنے کا اعلان کرنا چاہیئے۔

قدرت ثانیہ کے مظہر اول کے مشہور شاگرد (رجسٹرڈ)

حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ

○ بے اولاد ○ نرینہ اولاد سے محروم ○ اٹھراء ○ بچوں کا سوکھا پن

گوجرانوالہ فون ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷ ۰۴۳۱ ، ربوہ فون ۹۰۶-۰۴۵۲۴

لاہور ۔ اسلام آباد ۔ قلعہ کالر والہ ۔ ملتان ۔ کراچی